مطبوعات

دخترِ کشمیر: از جناب حافظ محمد ادریس، امیر جماعت اسلامی صوبہ پنجاب۔ ناشر: ابو طلحہ، مکتبہ احیائے دین، منصورہ، لاہور۔ سفید کاغذ، ۲۰۰ صفحات۔ قیمت ۴۰ روپے۔

ایک صوبے کے نظامِ جماعت کی ذمہ داری، جامع منصورہ میں کبھی کبھی خطبہ و خطابت کا فیضان بھی، درس قرآن دینا اور تربیت گاہوں میں مربی کا منصب سنبھالنا بھی۔ حافظ صاحب کی شخصیت کئی جہتیں رکھتی ہے۔ حال ہی میں ان کی صلاحیتوں کا ایک نیا دریچہ کھل گیا --- جس پر کہا جاسکتا ہے کہ "گویا دبستاں کھل گیا۔" "مراد یہ کہ ان کے افسانوں کا تازہ مجموعہ سامنے ہے۔ یہ افسانے جہادِ کشمیر، نوجوانوں کی شہادت، خواتین پر انسانی بھیڑیوں کے حملے، بستیوں کے جلنے کے درد انگیز حالات کے حقیقی مواد سے تشکیل پائے ہیں۔ ایسے درد ناک حالات کو وقائع نگار یا سفر نامہ نگار اور طرح پیش کرتا ہے، سیاسی لیڈر یا صحافی دوسری طرح سامنے لاتا ہے، مگر ادیب و شاعر انہی حالات کی اپنے جذبات و احساسات کے رنگوں سے نقش گری کرکے دلوں میں اتر جاتا ہے۔ سو یہی تجزیہ حافظ محمد ادریس صاحب نے کیا ہے، اور بڑی حد تک کامیاب تجزیہ ہے۔

"الشیخ مصلح الدین" کے نام سے پہلے افسانے کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ معرکۂ آزادی کے ظہور کے آغاز کا قصہ ہے۔ "انوکھا دہشت گرد" میں ایک کردار پہلی سطر ہی میں جلوہ گر ہے۔ "مجھے رام دیال نہ کہا کرو، میرا نام سیف اللہ ہے"۔ یہ مسلمانوں سے نفرت رکھنے والا نوجوان سیّد جمال علوی جیسے عظیم مسلم قیدی کے اثر سے اسلام قبول کرلیتا ہے۔ بعد میں اس کی والدہ بھی مسلمان ہوگئی۔ جنت کا ناشتہ کے عنوان سے جمیلہ (اور اس کی بکری) کا قصّہ بہت جذبہ انگیز اور دلچسپ ہے۔ "رحمت کا فرشتہ" کے عنوان سے ایک ڈاکٹر کے گھر پر رات کو ہندو فوجیوں کی یورش، اور چھپے ہوئے مجاہدین کا پیچھے سے جاکر بعض کو نشانہ بنانا اور بعض کو ہینڈز اپ کرا دینا، اور بالآخر سب کا خاتمہ، عجیب قسم کا ڈرامائی منظر ہے۔ "وولر بیراج پر دھماکے" بھی خوب ہے۔ مگر "دخترِ

کشمیر" مرکزی افسانہ ہے۔ بھائی شہید ہو جاتا ہے تو بہن "دخترِ کشمیر" کہتی ہے کہ "بھیا تم نے اپنا عہد پورا کردیا' تمہاری بہن بھی اپنا عہد نبھائے گی۔"

بقیہ ساری کہانیوں پر ایک ایک فقرہ لکھنے سے بھی قصہ "طولانی" ہو جائے گا۔ بس یہی گزارش ہے کہ کشمیر سے متعلق یہ سارے افسانے اپنے اندر رنگِ حقیقت لیے ہوئے ہیں اور سب آسان زبان اور دلچسپ انداز میں لکھے گئے ہیں۔ (ن - ص)

حبیبِ کبریاؐ کے تین سو اصحابؓ: مولف: جناب طالب الہاشمی - ناشر: پین اسلامک پبلشرز' اردو بازار' لاہور۔ ضخامت ۴۱۲ صفحات۔ قیمت ۱۶۰ روپے۔

برادرم طالب الہاشمی نے سیر الصحابہؓ کے سات گلدستے تیار کرنے میں درجۂ اولیت' درجۂ تخصص اور درجۂ فراوانیٔ خدمتِ دین حاصل کرلیا ہے۔ ان کو اس جہانِ خیروبرکت کی جادہ پیمائیاں کرتے ہوئے چوتھائی صدی کے مہ و سال گزر گئے' اور طالب صاحب کا توسنِ کلکِ صدق رقم برابر اپنی برق رفتاری سے چلا جارہا ہے اور سوار ہے کہ سیرِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی گل فروش وادیوں کی ایک ایک پتی کی تصویریں تیار کرتا جارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کی تاقیامت حفاظت کا وعدہ خود فرمایا تاکہ دین کا فکری و ایمانی مرکز اور ہدایتِ پاک کا سرچشمہ امت اور انسانیت کے لیے سرمایۂ فلاح ہو۔ متعدد علماء نے بہت سے قرآنی اشارات سے یہ حقیقت بھی واضح کردی ہے کہ قرآن کی جو تبیینِ لسانی و عملی و سکوتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیش فرمائیں گے' حفاظتِ قرآن کے وعدے میں اس کی حفاظت کا وعدہ بھی شامل ہے۔ یعنی قرآن کے ساتھ نبی مامور من اللہ برائے تبیین القرآن کی وضاحت و تشریح بھی امت اور اس کی نسلوں کے لیے بمنزلۂ نص ہے۔ چنانچہ صحابہؓ نے آپؐ کے قول و فعل کا ریکارڈ' حافظے میں بھی اور تحریری طور پر بھی جمع کیا۔ بعد میں آئمہ حدیث نے اس سارے ریکارڈ کو سمیٹ کر روایت و درایت کے معیارات سے چھانا پھٹکا اور کھرے مال کو الگ کرلینے کی کوششیں کیں۔ اس کے لیے سلسلۂ اسناد' اسماء الرجال' درایت کے اصول' جھوٹی احادیث کے متعلق معلومات وغیرہ نئے علوم مرتب کردیے۔ اس طرح حدیث محفوظ ہوگئی۔

اب صرف ایک چیز کی اور ضرورت تھی کہ صحابہ کرامؓ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امت مابعد (نسل در نسل) کے لیے وسیلہ و واسطہ تھے احادیث و اخبار کو پہنچانے کا' اور پہلے مرتبے (بعض اوقات دو دو روایتی درجوں تک) کے راویٔ اقوال و اعمالِ رسولؐ تھے' ان کی

سیرتوں کا پورا ریکارڈ بھی دنیا کے سامنے رکھ دیا جائے کہ اس مرتبے کے صادق' امین اور عدول (انّ اصحابی کلھم عدول) افراد تھے۔ اور حضورؐ کے شیدائی اور آپؐ کی رنجش سے ڈرنے والے۔ ان کی شان یہ تھی کہ وہ ایمان اور نیکی کی ایک ہی کھیتی اور فصل تھے' جس کے لیے خدا تعالیٰ نے "محمدٌ رسولُ اللہ ؕ والّذین معہ" کے محبت آفریں الفاظ استعمال فرمائے۔

اسلاف نے سیرالصحابہؓ کی آئینہ داری کرنے والی بڑی بڑی سات کتابیں عربی زبان میں چھوڑی ہیں۔ اردو کو خوش قسمتی سے اپنا دامن تمام علومِ دینیہ سے خوب بھرنے کا موقع نصیب ہوا۔ اسی سلسلے میں سیرالصحابہؓ کا کام بھی قدرے تاخیر سے شروع ہوکر اب قابلِ فخر سرمایہ بن گیا ہے۔ بھارت میں نہایت نمایاں خدمات اس سلسلے میں دارالمصنفین اعظم گڑھ کی ہیں' اس ادارے کے بعد --- علی الخصوص پاکستان میں ---- اس پاکیزہ خدمت کا سہرا برادرم طالب الہاشمی کے سر بندھتا ہے۔ انہوں نے ۷ کتابوں میں ۳۷۴ صحابہ کرامؓ اور ساتویں کتاب (تذکارِ صحابیاتؓ) میں صحابیات کی اتنی بڑی تعداد کے حالات جمع کیے ہیں کہ اور کسی مجموعے میں اب تک نہ تھے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ کاش کوئی بڑا ادارہ طالب ہاشمی صاحب کی موجودہ اور آئندہ کتابوں کی مدد سے "انسائیکلو پیڈیا سیرالصحابہؓ" مرتب کرے۔ اتنی بڑی چیز تو لائبریری' بڑی تعلیم گاہوں' یا دوسرے علمی و ادبی اداروں میں کام دے گی۔ عام قارئین کے لیے ان الگ الگ کتابوں کا خریدنا ہی سہل ہو گا۔

طالب صاحب کے بارے میں اطمینان ہے کہ وہ صحیح ماخذ سے استفادہ کرکے اور تحقیق کے بعد لکھتے ہیں۔ برادرم پروفیسر عبدالغنی فاروق اور محترم علامہ ڈاکٹر بشیراحمد صدیقی صاحب نے بہت اچھے انداز میں تعارف اور پیش لفظ لکھا ہے۔

معذرت چاہتا ہوں کہ تین صد صحابہؓ کے حالات کا اصل قصہ میں چھیڑ ہی نہیں سکا کہ ان کے مختلف پہلو دکھاؤں۔ ان انقلابی ہستیوں کی ذاتی اور اجتماعی زندگیوں کی تصویریں' کبھی نوافل و اوراد میں' کبھی سرگرمئ معاش میں' کبھی ازدواجی معاملات میں' کبھی میدانِ جنگ میں ---- اور پھر ان کی سرفروشیاں اور جاں نثاریاں اور دنیا کو ایک نگاہ کی ضرب سے اٹھا کر پرے پھینک دینا' مگر اسی دنیا کو لگام دے کر' زین کس کے اس پر سواری کرنا' یہ مناظر اور ان کے بیچ میں جگمگاتی ہوئی سیرتِ نبی اکرمؐ' نیز زمانے کی بنتی ہوئی تاریخ' ٹوٹتا ہوا نظامِ باطل اور ابھرتا ہوا نظامِ حق ----- یہ ایسا عجیب و غریب سامانِ مطالعہ ہے کہ آدمی قیمتی سے قیمتی ناول اور اعلیٰ سے اعلیٰ شاعری کو پڑھ کر بھی یہ لطف نہیں اٹھا سکتا۔ مثلاً عبداللہ بن سعدؓ کا بحری بیڑہ تیار کرکے رومی

بحری بیڑے کو شکست دینا' حضرت زہیر بن صرد سعدی قائد و فد بنو ہوازن مقام جعرانہ' پر حاضر ہوئےاور نبی اکرمؐ کے سامنے تقریر کی جس میں رضاعتی رشتے کا واسطہ دے کر اپنے قیدی اور مال اسباب واپس لینے کی درخواست کی۔ اسی طرح حضرت عویمر عجلانی اور ان کی اہلیہ کے درمیان لعان کا پہلا واقعہ ہوا۔ ام المومنین ام سلمٰی کا درد ناک قصۂ ہجرت۔ کلدہ جمحی جیسے گوشت کے پہاڑ کو پچھاڑا۔ مگر وہ اپنے وعدے کے مطابق ایمان نہ لایا۔

ان ہستیوں کے حالات سے استفادہ کیا تو کتنا ہی وقت اس میں مصروف رہا اور ذہن اسی خاص نہج پر مڑ گیا۔ پھر زیدؓ بن الخطاب کی سوانح و سیرت پڑھی تو ابوابِ حیرت کھلتے گئے۔ غرض جس جس جگہ کچھ پڑھا' جی چاہا کہ اس تذکرے کی ضروری باتیں تو تبصرے میں آنی چاہئیں۔ حفیظ کا ایک شعر میرے حافظے نے اگر مسخ نہ کردیا ہو تو موقع کا ہے ؎

مرا جی چاہتا ہے ' پھر نہ اپنے آپ میں آؤں
اسی آزاد دنیا کی فضا میں جذب ہو جاؤں

واپس تو آگیا ہوں' مگر افسوس کہ تفصیلات عرض کرنا ممکن نہیں۔

آخر میں یہ دعا کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ جناب مولف' ان کے قارئین' اہلِ ترجمان اور اس کے قارئین اور اس بندۂ کم ہمت و کم کوش کو ایمان سے مالا مال کرے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت دے اور آخرت میں حضورؐ کی شفاعت نصیب ہو ---- اور خاص طور سے صحابہ کرامؓ کے لیے ہمارے دلوں میں کامل محبت و احترام پیدا کرے اور کسی بھی لمحے اگر کوئی کوتاہی کسی بھی صحابی کے متعلق ہوئی ہو' اسے معاف کرے۔

اپیل یہ کہ اس کتاب کو مدارس کی لائبریریوں میں رکھا جائے' اسے طلبہ پڑھیں' اپنے اسلاف اور ماضی کو جانیں۔ نیز اخبارات میں وقتاً فوقتاً صحابہؓ کے حالات چھپنے چاہئیں۔ (ن - ص)

کارکن کی یادداشتیں: مرتبہ: محمد شکور ۔ ناشر: حرا پبلی کیشنز' ۲/۱۴ فضل الٰہی مارکیٹ' اردو بازار' لاہور۔ سفید کاغذ پر کمپیوٹرائزڈ طباعت۔ صفحات ۴۷۸۔

ہمارے پرانے ہم قدم و ہم قلم جناب شفیق الاسلام فاروقی نے جماعتِ اسلامی سے متعارف ہونے کے بعد اہم ترین وسیع دور بہ حیثیت کارکن کے گزارا ہے۔ بلکہ انہوں نے جس مجنونانہ انداز میں اس کام کو انجام دیا ہے' اس کی وجہ سے ان کی حیثیت بڑی مثالی ہے۔ انہیں اس جنون سے ایک فائدہ تو یہ ہوا کہ وہ "ابھی تو میں جوان ہوں" کے مقام پر ہیں۔ خصوصاً ان کا

دائرۂ کار جس طرح اندرون ملک کے نوجوان ہیں (اور وہ اپنی ضرورت کی صورتوں کو فوراً پہچانتے ہیں) جن سے بس میں، کسی چائے خانے میں، دکان پر، دفتر میں، کہیں بھی ملاقات ہو جاتی ہے تو پھر وہ سلسلۂ روابط کو بڑھاتے ہیں۔ مطلب کی بات چھیڑتے ہیں اور سلسلہ دراز ہوتا جاتا ہے۔ کتابیں پڑھاتے ہیں، کوئی مسئلہ ہو تو حل کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ وہ بالعموم ان کے محبت بھرے سادہ انداز گفتگو اور بغیر ہیر پھیر کے عام استدلال کے دائرے سے نکل نہیں سکتے۔ اسی طرح وہ موقع کی تلاش میں رہتے ہیں اور کوئی بھی راہ ملے، غیر ملکی طلبہ اور سیاحوں سے رابطہ پیدا کرلیتے ہیں اور ان کو دین کا پیغام اور لٹریچر پہنچانے کا آغاز کردیتے ہیں۔ کتنے ہی غیر مسلم بیرونی ملکوں میں ان کی کوششوں سے مسلمان ہوئے۔ کسی مستشرق کی کتاب دیکھ کر اس پر بحث اٹھادی، کسی اخبار یا رسالے کی اسلام کے بارے میں کسی غلط بیانی کی تردید میں خط لکھ دیا۔ مغرب میں امریکہ کے کالے مسلمانوں اور غیر مسلموں سے خط و کتابت بلکہ وہاں کی جیلوں میں بھی شفیق الاسلام اور وہاں کی مسلم تنظیموں کی کوششوں سے نہایت تیزی سے قیدی اسلام قبول کررہے ہیں۔ کوریا ہو یا جاپان، آسٹریلیا ہو یا فجی اور تائیوان، فلپائن ہو یا گھانا، جہادِ افغانستان (اور اکابرِ جہاد) مصر، شام، الجزائر اور سوڈان --- یہ ساری پھیلی ہوئی سلطنت کارکن کے لیے میدانِ تگ و تاز ہے۔

تفصیلات تو اتنی زیادہ ہیں کہ ان کی جھلک بھی دکھائی جائے تو ۶، ۸ صفحے درکار ہوں گے۔ البتہ مجملاً" مجھے یہ کہنا ہے کہ ابتداء میں نے اسے ایک رپورتاژ کی حیثیت سے پڑھنا شروع کیا لیکن آگے بڑھتے بڑھتے یہ محسوس ہونے لگا کہ میں تو کوئی ناول پڑھ رہا ہوں جس کے "ہیرو" تو کارکن صاحب ہیں، مگر "ہیروئن" کا پتہ نہیں چلا۔ میرا خیال ہے کہ اس کا رکھنا خلافِ قانون ہے۔ یا یوں کہہ لیجیے کہ ہمارے ہاں ہیروئن پردہ میں رہتی ہے اور چہرہ بھی کھلا نہیں رکھتی، اور پھر وہ گھر کے ادارے کی کارپرداز ہے۔

کارکن کی آپ بیتی میں بھی بہت سی چھوٹی چھوٹی کہانیاں ہیں، اور ملکی اور غیر ملکی رابطوں اور ان رابطوں کو نتیجہ خیز بنانے کے ہر سلسلے میں ایک داستان ہے۔ کتاب معلوماتی ہے۔ باہر کے آمدہ، اور کارکن کے روانہ کردہ خطوط جا بجا ملتے ہیں۔ تعلقات کے سلسلوں کا بسا اوقات محض خطوط سے اِدھر سے اُدھر بڑھتے چلے جانا روداد کار کا اہم حصہ ہے۔ اس کے باوجود کتاب میں "لائٹ لٹریچر" یا فکشن جیسی لطافت بھی پائی جاتی ہے۔ فاروقی صاحب نے اتنے خطوط لکھے ہیں اور ان میں یہاں کے ایڈیٹروں اور اکابروں کو لکھے ہوئے خطوط بھی شامل ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا

ہے' ہر نو مسلم سے خط و کتابت اور اس کے سوالات کے جواب بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ پھر ہر ملک کا ذکر کرتے ہوئے اس کی تاریخ اور اسلامی تحریک کا حال' نیز اکابرِ اسلام کے انٹرویو اور ان کے تعارفات بڑے اہم ہیں۔

شفیق الاسلام صاحب اختصاصی کارکن ہیں جن کا ایک خاص دائرہ کار ہے۔ مگر ان کے ہاں سے سیکھنے کی چیز یہ ہے کہ کارکن بننے کے لیے کتنا اخلاص' کتنا سودائے عشق' کتنی سوچ بچار اور محنت درکار ہے۔ اگر اس معیار سے دیکھیں تو شاید ایسے یک صد کارکن بھی ہمارے پاس نہ ہوں۔ پھر بغیر کسی داد طلبی سے خاموشی کے ساتھ جو کام شفیق الاسلام صاحب نے کیا ہے وہ بھی اختصاصی امر ہے۔

میں مزید خراجِ اعتراف پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی سرگرمیوں اور تحریروں میں نہ ٹیڑھ پیدا کیے ہیں' نہ کسی کے خلاف اور کسی کے حق میں زورِ کلام صرف کیا ہے۔ نہ اجتہاد بازیاں کی ہیں۔ بلکہ نظریہ و تحریک کا اس کے اصل رنگ میں' اصل Context کے ساتھ اور اصل ضروریات و مقاصد کے ساتھ کام کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مولانا مودودیؒ کے سایۂ فکر و عمل میں کام کررہے ہیں۔ یہ بڑی زرّیں مثال ہے تحریک اور مولانا سے وفا کی۔ (ن ۔ ص)

سانحۂ بوسنیا: از جناب محمد الیاس انصاری۔ ناشر عبدالحفیظ احمد۔ البدر پبلی کیشنز ۲۳ - راحت مارکیٹ' اردو بازار' لاہور' سفید کاغذ' کمپیوٹرائزڈ طباعت' صفحات ۱۶۷۔ قیمت ۳۹ روپے۔

اس کتاب میں بوسنیا ہرزیگوینا کی تاریخ ترکوں کے حملے سے لے کر اشتراکی یوگوسلاویہ کے قیام تک بیان کی گئی ہے۔

پھر کمیونزم کے خاتمہ سے جمہوری دور کے قیام کا بیان ہے۔

مصیبت کا آغاز مسلمانوں کے اپنے علاقے (بوسنیا) میں آزاد جمہوریہ کے قیام کا فیصلہ کرنے سے ہوا۔ اس خاص تکون کے رہنے والے عیسائی ہوں' یا یورپ کے جمہوریت پرست یا سب سے بڑا جمہوریت نواز امریکہ' سب کو یہ جمہوری عمل اور جمہوری فیصلہ ناپسند ہوا۔ اور سربوں نے حملے شروع کردیے۔

پھر ہتھیاروں اور اغذیہ وادویہ میں کوتاہ بوسنیائیوں نے اپنے آپ کو بچانے کے لیے ہر امکانی طریقہ سے معرکہ آرائی کی' مگر انہیں نہ صرف پسپا ہونا پڑا بلکہ ان کا سب سے بڑا شہر

ہرزیگووینا ختم ہوگیا۔ اسے جلا دیا گیا۔ تمام مردوں کو یا تو قیدی بنا لیا گیا یا موقع پر قتل کردیا گیا اور عورتوں کو کیمپوں میں بھر کر ان کی عزتوں پر فوجیوں نے مسلسل حملے جاری رکھے۔ کئی اسی مصیبت میں ماری گئیں۔ بچوں کو لوٹ کر لے جایا گیا' تاکہ مسلم نسل کے بچے آئندہ عیسائیت کے صلیب بردار بنیں' یا بعضوں سے گھروں میں خادموں کے کام لیے جائیں۔ بہت سے مسلمانوں کے گلے چیر دیے گئے۔ کچھ تعداد کو دریا یا سمندر میں پھنکوایا جاتا کہ مچھلیوں کی خوراک بنیں۔ خاصی تعداد کو بھٹیوں میں گلا کر جانوروں کی خوراک کے لیے تیار کیا گیا۔ اسی طرح نہتے بوسنیائی لڑتے رہے اور ایک ایک کرکے ان کے شہر اور قصبے چھنتے چلے گئے۔ ادھر دنیا بھر کے چودھریوں اور وڈیروں کی اقوامِ متحدہ نے فیصلہ کیا کہ ہتھیار نہ دیے جائیں۔ غذائی قلت الگ' ادویہ اور ڈاکٹروں کا نایاب ہونا الگ' ان مصیبتوں میں سے گزرتے ہوئے ایک قوم کی تباہی کا تماشا پورا یورپ اور امریکہ ایسے دیکھ رہا ہے جیسے روما کے دنگلوں میں غلاموں کو درندوں کے مقابلے پر چھوڑ کر تمام مہذب لوگ دیکھتے تھے۔ صرف ایک آواز سابق وزیراعظم تھیچر کی اس ہنگامۂ شیطنت کے خلاف اٹھی یا پھر اقوامِ متحدہ کی ایک ٹیم نے یہ حالات دیکھ کر کہا کہ یہ کیا لعنت ہے۔

محمد الیاس انصاری صاحب نے ایک اچھا کام یہ کیا ہے کہ اقوامِ متحدہ اور دیگر سیاسی عمائد کی طرف سے جو کچھ کہا اور جو کچھ کیا گیا اس کی تاریخ اور پوری رپورٹ پیش کردی۔ مسئلہ کے حل کی تجویزیں بحث میں آ رہی ہیں جن کا خلاصہ یہی ہے کہ مسلمانوں کے پاس ان کے سابق علاقے کا ۱۰/۱یا کم حصہ رہنے دیا جائے۔

اس کتاب میں سربوں کے مسلمانوں پر دردناک اور ذلت آمیز مظالم کی جو تفصیلی رپورٹیں جمع کی گئی ہیں وہ خاصی محنت کا نتیجہ ہیں۔ اور کئی صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔ ایک ایک کیمپ اور عقوبت خانے کے سلسلۂ بہیمیت پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ مسلمان ملکوں میں سے امداد مختلف شکلوں میں ایران' سعودی عرب' پاکستان اور کویت سے گئی ہے۔ باقی سناٹا ہے۔ کویت کا عطیہ بھی ایک لطیفہ ہے۔ حکومتِ کویت نے لندن کے ایک چڑیا گھر کو بند ہونے سے بچانے کے لیے ۱۸ لاکھ ڈالر کا چیک بھیجا۔ بوسنیا کے تباہ و برباد مسلمانوں کو ۳۰ لاکھ ڈالر' لیکن امریکہ میں سائیکلون آنے کے واقعہ پر ایک کروڑ ڈالر کا ہدیہ دیا۔ یہ ہے کارکردگی عالمِ اسلام کی۔

تزلا نامی بشپ نے کہا کہ "لوگوں کو سمجھنا چاہیے کہ ایک مذہبی جنگ ہے" مگر تائیوان میں جناب پوپ یوں خاموش بیٹھے رہے کہ شاید کچھ چیونٹیاں پس گئی ہیں۔ اگر جنگ مذہبی تھی تو

عیسائیت کے رحم اور ہمدردی اور احترامِ انسانیت کا کوئی نمونہ دکھاؤ۔

ایک دلچسپ نکتہ یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے متعلق کہا گیا کہ اپنے تیز رفتار اضافۂ آبادی کی وجہ سے یہ چھوٹی سی مسلم اقلیت چند سال میں بڑی اکثریت میں بدل جائے گی۔ لہٰذا اسے باقی نہ رہنے دینا چاہیے۔

کلمۂ آخر یہ کہ بوسنیا کے مسلمان مغربی کلچر کے رنگ میں رنگے جاچکے تھے اور بہت کم مسلم اقدار و شعار ان میں باقی تھے۔ مگر وقت کا چیلنج آیا تو ترکِ مذہب کے بجائے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے اس طرح اٹھے کہ سب کچھ قربان کردیا' اور انتہائی تباہی کے بعد بھی ان کا جذبۂ اسلام زندہ ہے۔ (ن - ص)

عدل: از عرفان حسن صدیقی۔ باہتمام فضل سلمان ٹرسٹ (برائے تحقیقات قرآن حکیم)۔
ناشر: فیروز سنز لمیٹڈ' لاہور' راولپنڈی' کراچی۔ سفید کاغذ پر جدید طباعت' صفحات ۲۳۰۔
قیمت ۱۵۰ روپے۔

ہمارے حلقے میں ہمارے سامنے اٹھنے والے جوانانِ عزیز میں عرفان الحسن صدیقی بڑی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے تعلیم کے بعد تھوڑی سی عمر سے ہی کاروباری سرگرمی میں حصہ لینا شروع کردیا۔ اور بہت محنتیں کیں' مگر شجرِ محنت پہ پھل نہ آیا۔ اسی دوران میں اپنے ذاتی شوق سے وہ قرآن حکیم کا ایک خاص انڈکس تیار کرنے میں مصروف رہے۔ انہوں نے مختلف اہم الفاظ پر قرآن کی تمام آیات ترتیب وار جمع کیں اور ان پر مزید محنت کی۔ سو پہلا مجموعہ "دعا" کے نام سے شائع ہوا' اب عدل کے عنوان سے دوسری کوشش سامنے آرہی ہے۔ یعنی صرف آیات اور سورۃ کا نمبر ہی نہیں لیا گیا کہ ایک لسٹ بن جاتی ہے بلکہ ساتھ پوری آیت درج ہے جس میں عدل کا لفظ ہے۔ پھر یہ وضاحت کہ یہاں عدل کا مفہوم کیا ہے۔ اس سلسلے میں قرآن کی دوسری آیات سے استشہاد کے علاوہ ضروری احادیث کو بھی مع مفہوم پیش کیا گیا ہے۔ اس طرح عدل کی قرآنی اصطلاح کے جملہ اطلاقات اور مطالب کی بہت اچھی وضاحت ہو جاتی ہے۔ نوجوان مولف نے آٹھ مختلف بڑی بڑی مسلّمہ تفاسیر کو سامنے رکھا ہے۔ گویا یہ کتاب تمام مکاتبِ فکر (اسلامی) سے سیراب ہوئی ہے۔

دلچسپ بات یہ کہ عدل کے موضوع پر لکھی جانے والی اس کتاب کا دیباچہ پاکستان کی عدلیہ

کی سب سے بڑی شخصیت جسٹس ڈاکٹر سیّد نسیم حسن شاہ چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان نے اپنے قلمِ خاص سے لکھا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ حالیہ مقدمۂ برطرفیٔ مرکزی اسمبلی میں جسٹس موصوف نے عرفان حسن کو دیکھا تو بلا کر کہا کہ میں اس کتاب کو اس کیس کے سلسلے میں دیکھنا چاہتا ہوں۔

نوجوان مولف نے ۱۵۰۰ قرآنی موضوعات پر مواد اکٹھا کرکے ۷ کتابیں تیار کی ہیں۔ پہلی دوسری کتاب تو چھپ چکی۔ اب قرآن حکیم کی اخلاقی تعلیمات ' معاشرتی تعلیمات' سیاسی تعلیمات' معاشی تعلیمات اور قانونِ اسلام باقی ہیں۔ خدا کرے یہ سارا کام بخیروخوبی پایۂ تکمیل کو پہنچے۔

کتاب میں کمپیوٹر کے ٹائپ میں کچھ غلطیاں ملتی ہیں۔ آئندہ کے لیے خیال رکھیں۔

(ن - ص)

اردو ترجمہ قرآن حکیم : مرتبہ مولانا سیّد شبیراحمد۔ بہ اہتمام "قرآن آسان تحریک" رجسٹرڈ ۱۳ - اے ۲ - ایجوکیشن ٹاؤن' وحدت روڈ لاہور۔ موجودہ جزوِ اشاعت سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء پر مشتمل ہے۔

اس سلسلہ اشاعت کے مختلف اجزاء کو ہم پیش کرتے رہے۔ اب اس تازہ جزو مشتمل بہ ترجمہ سورۂ آل عمران اور سورۂ نسا کو لیتے ہیں۔

یہ نفسیاتی تجربہ پہلی بار مولانا سیّد شبیراحمد صاحب نے شروع کیا کہ عربی عبارات کے بامحاورہ ترجمہ میں چونکہ عربی الفاظ اور جملوں کی ترتیب اور ہوتی ہے اور اردو کی اور۔ اس کو مدنظر رکھ کر سیّد صاحب نے یہ طریقہ نکالا کہ اصل متن عربی کے حصوں کو ترجمہ کے لحاظ سے دو رنگ دیے۔ نیلا اور سرخ۔ پھر آیت کے جس نیلے حصے کا ترجمہ اردو میں کیا اسے نیلا ہی رنگ دیا۔ اور جو حصہ سرخ تھا' اس کا ترجمہ بھی سرخ رنگ سے پیش کیا گیا۔ مثلاً ایک چھوٹا سا حصۂ آیت ہے۔

نیلا/**اَيَاْمُرُكُمْ**' سرخ / **بِالْكُفْرِ**' نیلا / **بَعْدَاِذْ**' سرخ /**اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ** ○ ترجمہ : نیلا/ کیا وہ حکم دے گا تم کو' سرخ / کفر کا' نیلا / بعد اس کے کہ ' سرخ / تم مسلمان ہو چکے ہو۔

اس طرح پوری سورتیں از فاتحہ تا سورۂ نساء شائع ہوکر شائقین تک پہنچ چکی ہیں۔ اس

کوشش کو پسند کیا گیا ہے' اور انشاءاللہ بقیہ پارے بھی جلد شائع ہوجائیں گے۔ قیمت بہ ظاہر درج نہیں اور موجودہ مہنگائی کے دور میں کتابوں کی قیمت کا تصوّر رکھنے والا خود ہی سوچ سکتا ہے کہ کم ازکم اسے کیا حصہ لینا چاہیے۔ ورنہ قرآن آسان تحریک تو یہ چاہتی ہے کہ آپ محض پاروں کے خریدار بننے کے بجائے تحریک کے مستقل معاون بن جائیں۔ اندر ایک جگہ اس حصے کی قیمت دورنگا چھپائی کے ۷۵ بڑے صفحات' مع سرورق آرٹ پیپر کے' ۱۲ روپے فی نسخہ درج ہے۔ (ن - ص)

پاسدارانِ دعوت و عزیمت: از جناب منیر احمد خلیلی۔ ناشر: دارالکتب' گارڈن کالج روڈ' راولپنڈی' کاغذ و طباعت مناسب۔ صفحات ۱۶۶۔ دبیز رنگین سرورق۔ قیمت درج نہیں۔

منیر احمد خلیلی ہمارے دائرہ احباب میں نظریۂ اسلامی کی محبت اور موثر ادبی نگارشات کی صفات کے ساتھ خاصا اہم مقام رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی اس کتاب میں مختلف ممالکِ اسلامیہ کی دینی تحریکوں کے خاص خاص اکابر کی شخصیتوں اور سوانح کو بڑی خوبی سے پیش کیا ہے۔ اکثر شخصیتوں کے متعلق پاکستان میں چند ہی افراد کو معلومات ہوں گی' ورنہ ان کا ایک عمومی تعارف ہی پایا جاتا ہے۔ جن اصحاب کا تذکرہ اس کتاب میں شامل ہے' وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ شیخ احمد یاسین (فلسطین) ۔ تحریکِ انتفاضہ کی روح و رواں ہیں۔
۲۔ شیخ حافظ سلامہ (مصر) دعوت اور جہاد کے میدان کا بوڑھا مجاہد۔
۳۔ صالح اوزجان (ترکی) سیکولر ترکی میں اسلامی فکر کا عظیم معمار۔
۴۔ صبری قوتشی (مفتی اعظم البانیہ)
۵۔ شیخ عبداللہ عزام (فلسطین) ۔ مثالی داعی اور عظیم مجاہد۔ جہادِ افغانستان کے سلسلے میں پشاور میں مقیم تھے اور اپنے دو بیٹوں سمیت جام شہادت نوش کیا۔
۶۔ عیسیٰ یوسف البتگین۔ مشرقی ترکستان کی مظلوم و محکوم مسلم قوم کا رہنما۔
۷۔ پروفیسر غلام اعظم (بنگلہ دیش) جسے اپنے وطن میں شہرت نہیں ملی۔ "دیس میں پردیسی"۔
۸۔ شیخ محمد الغزالی (مصر) ایک بلند پایہ مفکر اور مقبول مصنف' نیز شاہ فیصل ایوارڈ یافتہ داعی و مبلغ۔

مولف کا پر زور مقدمہ شامل کتاب ہے۔ اس کا ایک جملہ : سیرت و سوانح کا ادب ہمارا پسندیدہ ترین ادب ہے۔ (ن - ص)

بقیہ : رسائل و مسائل

سے پیٹھ پھیر کر جانا چاہتا ہو اسے اگر اونٹ کا پیشاب پینے کی ہدایت فرمائی گئی تو یہ اس کے مرض کا بالکل صحیح مداوا تھا اور بعد میں احسان فراموشی اور شقاوتِ قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان لوگوں نے جس طرح آنحضورؐ کے چرواہوں کو شہید کیا اس کا قصاص جس طرح لیا گیا وہ بھی عین عدل و انصاف تھا۔

یہ میری ذاتی رائے ہے جسے پیش کردیا ہے ورنہ میرا ایمان یہی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہمارے لیے شارع (Law Giver) ہے اور جب آپؐ نے حلال جانور کے پیشاب کے استعمال کی اجازت بطور علاج دی ہے تو یہ استعمال سب کے لیے جائز و مباح ہوگیا ہے۔ (ملک غلام علی)

نوٹ

اعلان کے مطابق ماہنامہ ترجمان القرآن تزئینِ نو کے بعد ستمبر ۱۹۹۳ میں شائع ہونا تھا۔ ترجمان القرآن کو زیادہ سے زیادہ بہتر بنانے کی کوشش کے ساتھ ساتھ ہمیں قارئین کا حلقہ وسیع کرنے کی مہم بھی درپیش ہے۔ جبکہ پورا ملک انتخابات کی لپیٹ میں ہے۔ ان حالات میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ تزئینِ نو کے بعد ترجمان القرآن کا پہلا شمارہ جنوری ۱۹۹۴ میں شائع کیا جائے گا' انشاء اللہ۔ ہم تاریخِ اشاعت میں تبدیلی پر قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔

جن احباب نے سالانہ خریداری کے لیے ستمبر ۱۹۹۳ میں مبلغ ایک سو روپے بھیجے ہیں' انہیں ستمبر ہی سے پرچہ بھیجا جا رہا ہے۔ ان کی خریداری مدت اکتوبر ۱۹۹۴ تک شمار کی جائے گی۔ (ادارہ)